

لیبیا میں سرقہ و حرابہ کے حدود

از مولانا حبیب ریحان ندوی لکچرار اسلامی انسٹی ٹیوٹ - البیضار (لیبیا)

لیبیا ایک ایسا عربی اسلامی ملک ہے جہاں اسلامی لیبیا شریعت کے احیا کے لئے ایک زرخیز سرزمین | اقدار کا تحفظ، محمد اللہ بڑی حد تک محفوظ ہے، اور لوگوں میں اسلام سے محبت پائی جاتی ہے، اور رسوم و نظریات اور آراء کو سائر اہل سازشوں سے عالم اسلامی کے تمام نوجوانوں اور تعلیم یافتہ حضرات میں کسی نہ کسی شکل اور مقدار میں پائے جاتے ہیں، لیکن یہاں ان کی مقدار بہت کم ہے، اور اسلامی شریعت کے تجربہ کے لئے یہ بڑی زرخیز زمین ثابت ہو سکتی ہے، یہاں کے معاشرہ میں فطری خوبیاں بہت ہیں، روزوں کا اہتمام یہاں کا خاص شعار ہے، لوگوں میں سادگی ہے، چوری کی وارداتیں بہت کم ہیں، قتل و غارت، فساد اور ہنگامے شاذ و نادر ہی واقع ہوتے ہیں، الغرض دلوں میں اسلامی وقار قائم ہے اور شریعت اسلامیہ کو ملک کا قانون بنانے کی مانگ یہاں کے صالح عوام کی فطری و دینی مانگ بھی تھی، جسے لیبیا کی انقلابی حکومت نے پورا کیا، اور پہلے دن سے شریعت اسلامیہ کے مطابق قانون بنانے کی جو خوشخبری دی تھی اس کو عمل جامہ پہنانے کی کوششیں شروع کر دیں اور شریعت اسلامیہ کو تمام قوانین لیبیہ کا اصل ماخذ بنانے کی تاریخی قرارداد نکالی، شراب بندی کا قانون نکالا، زکوٰۃ کے اجراء کا قانون نافذ کیا، صندوق الجہاد کھولا، جمعیت الدعوة الاسلامیہ کھولی، شریعت اسلامیہ کی کانفرنس بلائی، علمائے شریعت و قانونی سرعت کے ساتھ مکمل شرعی قوانین بنانے میں

مصرف ہیں، اور اگر مکمل اسلامی قانون بلا کسی رکاوٹ اور تعویق کے انشاء اللہ نافذ ہو گیا تو یہ لیبیا کے لئے افتخار و اعزاز کی بات ہوگی خدا نے پاک پر یا اسلام پر کوئی احسان نہیں ہوگا، کیونکہ یہ تو بہت بڑے شرف اور شکوکا مقام ہے کہ کسی فرد یا ملک کی قسمت میں یہ سعادت آئے کہ وہ اسلامی شریعت کا احیاء کرے اور اپنے فطری عمل کو شروع کرے۔

۴ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو یلبین انقلابی یلبین قیادت کا کارنامہ | کونسل نے سرقہ اور حرابہ کی اسلامی حدود کا قانون نکالا ہے جو شریعت اسلامیہ سے ماخوذ ہے، اس وقت اسلامی قانون کی تطبیق کی جو کوششیں لیبیا میں ہو رہی ہیں ان میں سب سے زیادہ مومنانہ اور حرأت مندانہ اقدام کہا جاسکتا ہے، اس پر عالم اسلامی لیبیا کو مبارکباد دینے میں جس قدر بھی فیاضی اور مبالغہ سے کام لے صحیح ہے۔

سرقہ اور حرابہ دو اسلامی حدیں ہیں، سرقہ چوری کو کہتے ہیں، اور حرابہ سینہ زوری کو، یعنی حرابہ کے اندر ڈکیتی، قافلہ لوٹنا، راستہ روکنا اور قتل و غارت سب آجاتا ہے، فقہی اصطلاح میں حرابہ کو قطع طریق اور سرقہ کبریٰ بھی کہتے ہیں، ان دونوں حدود کی تعریف، شرعی کیفیت اور تفصیل انشاء اللہ راقم بعد کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے گا، راقم ایک تفصیلی مضمون لکھ رہا ہے جس کا عنوان ہے ”سرقہ اور حرابہ کی حد اسلامی شریعت کی روشنی میں“ جس میں حدود الہیہ کی حکمت، حدود کا مفہوم، تعریفات، پھر سرقہ اور حرابہ کی مکمل تفصیل قرآن و سنت، مذاہب فقہ اور علمائے امت کے اقوال کی روشنی میں کرے گا۔

یہ کام تفصیل طلب ہے اور اس کے لئے کچھ وقت بھی ابھی درکار ہے، اس لئے وقت کی ضرورت اور تقاضہ کے پیش نظر تاخیر کے بغیر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت لیبیا میں سرقہ اور حرابہ کا جو قانون نکلا ہے اس کا ترجمہ قارئین کے لئے پیش کروں، قانونی الفاظ اور فقہی جملوں میں ترجمہ کے لئے انتہائی تفصیل درکار ہوتی ہے، راقم نے علمی امانت کی وجہ سے ترجمہ حق الامکان لفظ کیا ہے لیکن جہاں مختصر تشریح کی ضرورت پڑی ہے اسے تو سین (ریکیٹ) میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ مقنن کے الفاظ نہیں، بلکہ میرے الفاظ ہیں، بعض جگہ حاشیہ میں تفصیل بیان کی گئی ہے، لیکن یہ سب تفصیلات و تشوہات انتہائی مختصر اور لادبی ہیں، یہ قانون علماء و مفکرین قانون کی کوششوں کا نتیجہ ہے، اہم مالک کے احوال کو اصولی طور پر اپنایا گیا ہے کہ شمال افریقہ میں مالکی ہی رہتے ہیں لیکن کلی طور پر فقہ کے مذاہب اربعہ کی پوری مدد لی گئی ہے، معدومے چند احکام دوسرے فقہاء اور علماء سے بھی اخذ کئے گئے ہیں جو مذاہب اربعہ میں سے نہیں ہیں، ان کی مکمل تفصیل اور ان پر مکمل تبصرہ بعد کو کروں گا، یہ تفصیلی مقالہ اس طرح ہوگا۔

۱۔ سب سے پہلے قانون سرقہ و حرابہ کا ترجمہ۔

۲۔ پھر آئندہ مذکورہ توضیحیہ (یعنی حکومت کی نکال ہوئی قانون سے متعلق توضیحی یادداشت یا رپورٹ) کا ترجمہ، اس یادداشت میں قانون سے متعلق بہت سی تفصیلات و توضیحات بیان کی گئی ہیں، اور بعض احکام جن میں فقہی مذاہب کے سوا کسی دوسرے عالم کی رائے لی گئی ہے ان کے ماخذ اور تاویلات بتائی گئی ہیں۔

۳۔ توضیحی یادداشت کے بعد جو مسائل توضیح طلب رہ گئے ہیں ان کی توضیح اور فقہی اختلافات وغیرہ کی تفصیل، اس کا عنوان یوں رکھا جاسکے گا ”سرقہ و حرابہ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں۔“

اب آئیے قانون کا ترجمہ پڑھئے :

قانون سرقہ و حرابہ کا ترجمہ

”عوام کے نام سے، انقلابی کونسل کی طرف سے“^(۱)

(۱) قانون کے شروع میں ”عوام کے نام سے“ کی عبارت دیکھ کر یہ شبہ نہ ہو کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے نام سے نہیں، جیسا کہ عام طور پر لادینی اور فحش قوانین کا شعار ہے کہ وہ انسانوں کی سیادت اور تفصیل پر قائم ہوتے ہیں، بلکہ صرف اس امر کا اظہار ہے کہ ”عوام کے ناموں کی حیثیت سے“ (بقیہ صفحہ ۱۹۲)

شریعتِ اسلامیہ کے احکام کی تابعداری میں، اور جمہوریہ عربیہ لیبیا کے مسلمان عرب عوام کی رغبات و خواہشات کو پورا کرنے کی غرض سے، اور اس بات کی تاکید کرنے کے لئے جمہوریات عربیہ (لیبیا، مصر اور سوڈان) کے دستور کا فیصلہ ہے،

اور انقلابی کونسل کے دستوری اعلان نمبر مجریہ ۲ شوال ۱۳۸۹ ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۶۹ء

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور عوام کی مرضی کے مطابق جو شریعت پر چلنے کے لئے جے چین ہیں“ یہ قانون نکالا جاتا ہے، کیونکہ لیبیا عوامی جمہوری حکومت ہے، شخصی بادشاہت نہیں، اس مفہوم کی وجہ یہ ہے کہ مقنن نے ایک سطر بعد لکھا ہے کہ ”شریعت مطہرہ کے احکام کی تابعداری میں“ اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کی تابعداری خدا کی مرضی اور نام کے بغیر ممکن نہیں کہ خدا ہی شریعت کو نازل کرنے والے ہیں، اور لیبیا ایک ایسا اسلامی ملک ہے جہاں سارے قوانین کتاب و سنت اور اقدارِ اسلامی کی روشنی میں بنائے جا رہے ہیں، اس لئے ایک فیصلہ بھی لادینی قوانین کی اتباع کا شبہ اس جملہ میں نہیں ہو سکتا۔ دراصل یہ حقیقت ہے کہ اسلام میں حاکم یا حکومت جس طرح خدا کے سامنے جواب دہ ہے اسی طرح مخلوق خدا اور عوام کے سامنے بھی اپنے ہر استنباطی اور اجتہادی عمل میں جواب دہ ہے، اس لئے عوام کی طرف سے انتخاب، ان کی نمائندگی، ان کی مرضی اور مشورہ شرعاً واجب ہے اور انہیں کی رعایت سے یہ جملہ لکھا گیا ہے، یعنی کسی فرد واحد، مطلق العنان بادشاہ یا ظالم و جابر حاکم کی اپنی ذاتی خواہش، من مانی لہجہ اور شخصی تفکیر پر اس قانون کی بنیاد نہیں ڈالی جا رہی بلکہ شریعت کے احکام کی رو سے اور لیبیا کے مسلم عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کی غرض سے ان کے نمائندوں کی طرف سے یہ احکام صادر کیے جا رہے ہیں۔ اس لئے مقنن کے ضمیر میں اور قانون کے ہر سطر میں، شریعت کی اتباع اور حدود جیسے قوانین کے نفاذ میں اللہ کا نام اور عظمت اور تقاضا اللہ کا ہیاد موجود ہے جو اس بات کی مکمل ضمانت ہے کہ لیبی مقنن نے قلب و نظر سے تحت الشوریہ و تحت السطور میں بسم اللہ کا اقرار و اعتراف ضرور کیا ہے اور اس کا اظہار قانون کی دوسری سطر میں موجود ہے۔

ستمبر ۱۳۳۷ھ

۱۹۳

کے موافق،

اور انقلابی کونسل کی اس قرارداد کے ماتحت جو ۹ رمضان ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو صادر ہوئی، جس میں ان کمیٹیوں کی تشکیل کا اعلان تھا جو موجودہ قوانین کی مراجعت کو پس اور اسلامی شریعت کے اساسی (بنیادی) اصولوں کے مطابق اس کی تبدیل (ترمیم اور تبدیلی) کریں، اور عقوبات و جنائی اجرائیات (PENAL CODE - CRIMINAL LAW) کے دونوں قانونوں سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد جو ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء میں صادر ہوئے،

اور اس اعلیٰ کمیٹی کے اعمال نہایت (آخری کاموں اور رپورٹوں) کی روشنی میں جو قوانین کے مراجعہ کے لئے انقلابی کونسل کی طرف سے ۹ رمضان ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو بنائی گئی تھی،

اور وزیر عدلی (انصاف) کے پیش کرنے اور مجلس وزراء کے پاس کرنے کے بعد،
..... یہ قانون صادر کیا جاتا ہے۔

باب اول

مدرقہ سے متعلق احکام

دفعہ ۱

وہ ضروری شرطیں جن کا پورا ہونا اس سرقت کے لئے ضروری ہے جس پر حد نافذ ہوگی۔
مادہ نمبر ۳ کے احکام کی مراعات کے ساتھ، یہ شرطیں اس سرقت کے لئے ضروری ہیں جس پر حد نافذ ہوگی،
۱۔ یہ کہ مجرم حائل ہو، کامل ۱۸ سال ہجری اس کی عمر ہو، مختار ہو، محتاج یا مضطر نہ ہو

(۱) مضطر محتاج فقہی لفظ ہے جو ضرورت و حاجت کے فرق کو واضح کرتے ہیں، اضطار اس مجبوری اور بھوک کی حالت کو کہتے ہیں جس میں سود اور حرام اشیاء تک کھانی جائز سمجھائی ہیں۔ ایسی (باقی اگلے صفحہ)

- ۲۔ مجرم مال حاصل کرے چھپ کر، اپنی ملکیت بنانے کے قصد سے۔
 ۳۔ یہ کہ مسروقہ مال منقول ہو، متمول^(۱) ہو (مالیت رکھتا ہو)، محترم^(۲) ہو، کسی دوسرے کی ملک ہو، حرز^(۳) (محفوظ جگہ یا حفاظت) میں ہو، اس کی قیمت چوری کے وقت دس دینار

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صورت میں حد کا قیام شارع سے نہیں ہوگا، حاجت مزدورت اور اضطرار سے کم ہے لیکن سخت حاجت کی صورت میں بھی قطع نہ ہوگا کہ حدود و شہادت سے ختم ہو جاتی ہیں، اس سلسلے میں مقنن نے آسان قول لیا ہے اور یہ صحیح ہے کیونکہ اسلام میں کسی بھی محتاج شخص کی حاجت پوری کرنا حکومت پر، پھر اقرباء پر پھر پڑوسیوں پر اور پھر ساری سوسائٹی کے افراد پر واجب ہے، اس موضوع کی مزید تفصیل بعد کو کی جائے گی۔

(۱ و ۲) امام مالک کے مذہب میں مال مسروقہ میں نصاب کے بعد تین بنیادی شرطیں اور ہیں، قرطبی نے لکھا ہے (۷-۱۶۸) ”فما یقول دیمالک ویحل بیعہ“ حاشیہ العدوی میں ہے (۲-۳۰۵-۳۰۶) ”مما ینفع بہ محترماً“ متمول سے مراد یہ ہے کہ مالیت رکھتا ہو بعض چیزیں شرعاً مالیت نہیں رکھتیں، اور بعض کی مالیت کے بارے میں اختلاف ہے، جیسے سور، شراب، اس کے برتن، کھانے بجانے کے آلے وغیرہ۔ بعض چیزیں مالیت رکھتی ہیں لیکن نفع نہیں پہنچا سکتیں جیسے وہ گدھا جو عالم نزع میں ہو، یا وہ حقیر و نادانہ چیزیں جو دارالاسلام میں سب کے لئے حلال ہوں، یتیمک سے مراد یہ ہے کہ اس کو اپنی ملکیت بنانا مسلمان کے لئے جائز ہو، محترم کے معنی ہیں کہ مسلمان کے لئے اس کا فروخت کرنا جائز ہو۔ بعض چیزیں وہ ہیں کہ مالیت بھی رکھتی ہیں، ملکیت بھی جائز ہے، حلال ہیں لیکن فروخت کرنا جائز نہیں جیسے تیربانی کا گوشت، اس سلسلے کے جزوی فقہی مسائل تفصیلی مضمون میں بیان کروں گا۔

(۳) حرز کے معنی ہیں محفوظ ہونا یا محفوظ جگہ میں ہونا، کیونکہ حرز کی دو قسمیں ہیں ۱۔ حرز بالکان یا حرز بنفسہ ۲۔ حرز بالفاظ، ان کی تعریفات، اور ان کے نفع کے نزدیک حدیں اور باریکیاں فقہی طور پر، بہت ہیں جو سمرقہ و حراہ سے متعلق تفصیلی مضمون ہی میں پیش کی جائیں گی۔

یہی سے کم نہ ہوگا^(۲۱)

دفعہ ۲

سرقہ کی حد

اگر وہ ساری شرطیں جو دفعہ نمبر میں بیان ہوئی ہیں پوری ہوں تو سارق پر حد نافذ ہوگی اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

دفعہ ۳

وہ صورتیں جن میں حد سرقہ نافذ نہ ہوگی۔

حد سرقہ کی تطبیق ان صورتوں میں نہ ہوگی جن میں مجرم کے لیے کوئی شبہ موجود ہو، جیسے

حسب ذیل اشیاء:

۱۔ اگر چوری عام گھوڑوں (دفتروں، کارخانوں، دکانوں وغیرہ) میں سے کام کے دوران ہوئی ہے، یا کسی بھی ایسی جگہ سے جہاں مجرم کو داخل ہونے کی اجازت ہے اور مال مسروقہ محرر محفوظ جگہ یا حفاظت میں نہیں ہے۔

۲۔ اگر چوری اصول (باپ دادا) یا فروع (بیٹا پوتا) کے درمیاں یا میاں بیوی یا محارم کے درمیان ہوئی ہے، اقربا رشتہ دار جیسے چچا، خالہ وغیرہ، یہ بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۔ اگر مسروقہ مال کا مالک مجہول (غیر معلوم) ہے

۴۔ اگر مسروقہ مال کا مالک مجرم کا مقروض ہو، اور ادائیگی میں ٹال مٹول کر رہا ہو یا انکار کرتا ہو اور ادائیگی قرض کا وقت مکمل چکا ہو، سرقہ سے قبل، اور مجرم نے جس مال پر قبضہ

(۲۱) یہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول ہے، توضیحی یا مداشت میں اس کا ماخذ، وضاحت اور تاویل پیش کی گئی ہے، اور مزید اس کی تشریح و توضیح راقم تبصرہ والے مضمون میں پیش کرے گا، کیونکہ یہ ائمہ اربعہ کے قول سے متعارض ہے اور نصاب مرقیہ سے متعلق دوسرے ائمہ فقہ و علمائے امت کے اقوال بھی تفصیل کے ساتھ پیش کرے گا۔

کیا ہو وہ اس کے حق کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو لیکن یہ زائد مال اس کے گمان میں نصاب تک نہ پہنچتا ہو۔^(۱)

۵۔ اگر مسروقہ چیز درخت پر موجود پھل ہوں یا اس کے مشابہ زرعی چیزیں جو کٹی ہوئی نہ ہوں، اور ان میں سے مجرم نے کھا لیا ہو، لیکن ساتھ لے کر نہ گیا ہو۔

۶۔ اگر مجرم سرقہ کے جرم میں شریک ہو دوسروں سے اتفاق، ابھارنے اور مساعدت کی حد تک، جب تک کہ اس کی مساعدت اور مدد اس حد تک نہ پہنچے کہ وہ براہ راست مجرم کے دائرہ میں آجائے۔

۷۔ اگر مجرم مال مسروقہ کا مالک بن جائے سرقہ کے بعد،^(۲) اور دعویٰ میں آخری فیصلہ صادر ہونے سے قبل۔

۸۔ اگر مجرم کئی ہوں کسی ایسے سرقہ میں جو ان سب کے تعاون کے بغیر ممکن نہ ہو، اور ان میں سے ہر ایک کے حصہ میں (مال مسروقہ میں سے) نصاب سے کم رقم آئی ہو۔

۹۔ اگر کسی ایسی جگہ سے سرقہ ہوا جہاں سارق کی ملکیت کا شبہ ہوتا ہے، جیسے کسی مشترکہ کپنی سے یا کسی وقف میں سے اپنے مستحق حق کا، یا جیسے بیت المال یا مالِ غنیمت میں سے۔^(۳)

(۱) راقم قائلوں کی اہم اور مخصوص دفعات پر حاشیہ لگا رہا ہے، ورنہ ہر موضوع پر فقہی اقوال موجود ہیں، اس مسئلہ اور اس جیسے تمام جزوی اختلافات والے مسائل کو ترتیب وار تبصرہ والے آخری مضمون میں بیان کیا جائے گا

(۲) کسی بھی طریقہ سے مال مسروقہ اس کی ملکیت بن جائے جیسے یہ مال اس کو ہدیہ کر دیا جائے یا مہبہ کر دیا جائے یا فروخت کر دیا جائے یہ قول صرف امام ابوحنیفہ کا ہے، اور اکثر اقوال کی طرح لیبی معنی لے یہ قول بھی امام صاحب کے قول سے اخذ کیا ہے۔

(۳) یہ قول بھی حنفی فقہ سے اخذ کیا گیا ہے، مگر مذہب میں بیت المال کی چوری پر (باقی اگلے صفحہ پر)

یہ تمام احوال جو اوپر بیان کئے گئے ہیں، (لیبی، قانون عقوبات یا کسی قانونی چارہ جوئی کو معطل نہیں کر سکتے اور نہ خلل ڈال سکتے یعنی قطع نہ ہونے کی صورت میں موجودہ کو رینل لا کے مطابق تعزیری سزائیں باقی رہیں گی، شبہ کی صورت میں بالکل معافی نہیں ہو جائے گی، اور قانون عقوبات نافذ رہے گا۔

باب دوم حد حرابہ سے متعلق احکام

دفعہ ۳

حرابہ کا جرم اور وہ واجب شرطیں جن کی موجودگی میں حد نافذ ہوگی۔

۱۔ حرابہ کا جرم حسب ذیل دو صورتوں میں پیدا ہوگا،

- (الف) کسی دوسرے کے مال پر مغالبتہ (زبردستی، غلبہ اور قوت کے ساتھ) قبضہ کرنا^(۱)
(ب) علم لوگوں پر قطع طریق کرنا (قافلہ لوٹنا) اور لوگوں کو چلنے سے روکنا ڈرانے اور دھمکانے کے قصد سے۔

۲۔ ان دونوں صورتوں میں یہ شرط ہے کہ ہتھیار استعمال کئے گئے ہوں یا کوئی ایسی چیز جو جسمانی اذیت اور ڈرانے دھمکانے کے قابل ہو۔

۳۔ اگر حرابہ آبادی میں ہو تو غوث (مدد) پہنچ سکنے کا امکان بھی ایک شرط ہوگی۔

۴۔ یہ ضروری ہے کہ مجرم مائل ہو، اشارہ سال بھری پورے کر لیے ہوں، مختار ہو مضطرب

(القیہ مطہیہ صفحہ گذشتہ) باتفاق قطع ہوگا، مال غنیمت میں بھگتا ابن قاسم کے قول کے مطابق ہر ص

ہوگا، عبدالملک کے نزدیک اپنے حق سے تین درہم زیادہ لینے کی صورت میں، لیکن

یہ نہیں ہے تو پھر مال مذہب میں باتفاق قطع ہوگا۔

(۱) حرابہ کی فقہی تعریفات اور تفصیلات مفصل معررہ میں پیش کی جائے گی

نہ ہو۔

دفعہ ۵

حد حرابہ

مہارب پر حد حسب ذیل طریقے سے نافذ ہوگی۔

(الف) قتل کیا جائے گا اگر اس نے قتل کیا، مال پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

(ب) دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹا جائے گا اگر صرف مال پر قبضہ کیا ہے اور قتل نہیں کیا ہے۔

(ج) جیل دی جائے گی اگر اس نے راستے میں ڈرایا اور دمکا پایا ہے (۱)

دفعہ ۶

(۱) حد حرابہ توبہ سے ساقط ہو جائے گی، اگر مجرم اس پر قبضہ حاصل ہونے (پکڑے جانے)

سے پہلے توبہ کر لے، اور یہ ان دونوں حسب ذیل طریقوں سے ممکن ہے۔

(الف) اگر مجرم اپنا جرم مسئولین (حکومت اور پولیس وغیرہ) کے علم میں آنے سے قبل ہی چھوڑ

دے اور اپنے اس فعل کی اطلاع توبہ کے اعلان کے ساتھ کسی طرح بھی نیابتہ عامہ

(PUBLIC PROSECUTOR) تک پہنچا دے۔

(۱) آیت حرابہ میں لفظ ”او“ کی تفسیر و تشریح میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا اس میں امام کو اختیار

دیا گیا ہے کہ بیان کردہ منراؤں میں جو چاہے دے یا اس لفظ میں جرم کی تنویر مقصود ہے، یعنی جرم کی

مختلف صورتیں ہیں اور ان میں مختلف احکام بیان کئے گئے ہیں اور یہی احناف کا قول ہے، مقنن نے

تینوں شکلیں تحدید کے ساتھ اسی طرح لی ہیں، اور ”نفی“ بھی احناف کے قول سے اخذ کی گئی ہے جس کے معنی

شہر بدر یا جلا وطن کرنے کے لغوی معنی کے بجائے مجازی اور اصطلاح شرع میں جہنم اور قید کے معنی

لیے گئے ہیں، چوتھی شکل یہ ہو سکتی ہے کہ چوری بھی کی اور قتل بھی کیا مقنن نے اسے (الف) میں بیان

کیا ہے، اس کی اور اس موضوع کی تفصیل بعد کو بیان کی جائے گی۔

ستمبر ۲۰۱۳ء

۱۹۹

(ب) اگر وہ خود اختیاری طور پر اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو پولیس یا نیا بہ عامہ کے حوالے کر دے، اس پر قابو پائے جانے (گرفتاری) سے پہلے۔

(۲) توبہ کے ذریعہ حد خرابہ ساقط ہو جانے سے جن پر زیادتیاں ہوئی ہیں ان کے حقوق معاف نہیں ہو سکتے، جیسے قصاص، دیت وغیرہ، اسی طرح وہ سزائیں اور تعزیرات بھی جو قانون عقوبات (لیبیہ) میں موجود ہیں ان جرائم سے متعلق جن کی سزا موجود ہے۔

دفعہ ۷

توبہ جو حد خرابہ کو ساقط کرے گی اس کی تحقیق کے طریقے

۱۔ اگر مجرم نے دفعہ بالا کی رو سے اپنی توبہ کا اعلان کیا تو نیا بہ عامہ اس واقعہ کی تحقیق کرے گی، اور ان شرطوں کی چھان بین بھی جو ساقط کرتی ہیں۔

۲۔ اگر تحقیق سے یہ ثابت ہو کہ مجرم ایسے جرموں کا مرتکب ہے جن پر قانونی طور سے وہ سزا کا مستحق ہے، یا اس پر ایسے حقوق واجب ہوتے ہیں جو جن پر زیادتی ہوئی ان کا حق ہیں جیسے قصاص، دیت یا مال کا ضمان، یا ان میں سے کسی چیز کے بارے میں شک پیدا ہوا تو نیا بہ عامہ ان اوراق کو ان معاملات سے متعلق عدالت میں پیش کرے گی تاکہ ان پر فیصلہ صادر ہو۔

۳۔ لیکن اگر تحقیق کے بعد ان مذکورہ بالا چیزوں میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی تو پھر نیا بہ عامہ یہ فیصلہ کرے گی کہ وہ مجرم جس نے گرفتاری سے قبل توبہ کر لی ہے اس کے خلاف دعویٰ پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

باب سوم

مشترک احکام (یعنی سرقہ اور حرابہ سے متعلق مشترک احکام جو اس قانون میں بیان

ہو رہے ہیں)

دفعہ ۸

اس مجرم کی سزا جس کی عمر اٹھارہ سال سے

کم ہو۔

وہ استثناء جو دفعہ نمبر ۴۴ میں وارد ہے جس کی رو سے مجرم پر دونوں جرموں میں اگر اٹھارہ سال بھری سے کم عمر ہے تو اس پر حد نافذ نہیں ہوگی اور اس کی تعزیر حسب ذیل طریقوں سے ہوگی

(۱) سرقہ اور حرابہ دونوں حدود میں معتنے حد نافذ ہونے کی عمر کامل اٹھارہ سال بھری رکھی ہے، ان دونوں موقعوں پر راقم نے حاشیہ نہیں لگایا تھا کیونکہ اس جگہ یہ مناسب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان تکالیف شرعیہ کا مکلف بالغ ہونے کے بعد ہوتا ہے، یعنی اوامر الہیہ کی اتباع پر ثواب، نواہی کے ارتکاب پر گناہ، اسی طرح حدود و قصاص وغیرہ جیسی قانونی چارہ جوئیاں بھی اسی وقت ہوتی ہیں لیکن بلوغ سے قبل بھی تعزیر و تادیب کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ اس طرح بچپن ہی سے شعور اور لاشعور دونوں میں اوامر الہیہ کی اتباع کا جذبہ اور شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کی عادت پیدا ہو جائے، نماز جو ان ہونے کے بعد فرض ہے لیکن سات برس کی عمر میں اس کا حکم دینا اور دس سال کی عمر میں تنبیہ و تادیب کرنا اسی لئے ضروری ہے کہ نماز اس کی عادت ثانیہ بن جائے، اسی طرح بلوغ سے پہلے کیے گئے جرم جیسے چوری، ڈاکہ اور قتل وغیرہ پر حدود و قصاص تو نافذ نہیں ہوگا کیونکہ شرعی و عقلی طور پر مجرم ابھی مکلف نہیں ہوا ہے لیکن اس کی تادیب و تنبیہ و تعزیر از حد ضروری ہے کیونکہ مکلف ہو جانے کے بعد خدا خواستہ یہ جرائم اس کی فطرت و عادت ثانیہ نہ بن جائیں۔

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ تکالیف شرعیہ بالغ ہونے کے بعد شروع ہوتی ہیں اور بلوغ کی اصلی علامت مرد کے لئے انزال و احتلام اور عورت کے لئے حیض ہے، لیکن یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ایک طرف تو ان کا علم دوسروں کو ممکن نہیں، مجرم اس سے انکار کر سکتا ہے، دوسری بات یہ کہ جس کے بلوغ کا علم نہ ہو یا مقررہ متعدد فقہی علامتوں میں سے کوئی اس میں نہ پائی جائے تو کیا وہ کسی عمر میں بھی تکالیف شرعیہ کا مکلف نہ ہوگا؟ اس سلسلے میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں (باقی اگلے صفحہ)

۱۔ اگر اس نے سات سال پورے کر لئے ہیں لیکن پندرہ سال مکمل نہیں ہوئے ہیں تو تعزیر، توجیہ، نصیحت اور سخت کلامی کے ذریعہ کی جائے گی، اور اگر وہ دس سال سے زیادہ ہے تو اس کی تعزیر ضرب سے بھی کی جاسکتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یہاں اختصار کے ساتھ اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی صورت میں امام ابو یوسف و محمد، امام شافعی و احمد وغیرہ نے مرد و عورت دونوں کے لئے مکمل پندرہ سال کی عمر رکھی ہے، ایک روایت میں امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول نقل ہوا ہے، مفسر قرطبی مالکی نے امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ سترہ سال کی عمر ہے، اس سلسلے میں جو حنفی مراجع راقم نے دیکھے ان میں مجھے یہ قول نہیں ملا لیکن میں نے استقصاء نہیں کیا ہے اس لئے نفی کی پوزیشن میں نہیں ہوں، ہاں امام اعظم کا قول ایسی ٹوکی کے سلسلے میں جس کے بلوغ کی دوسری علامتیں ظاہر نہ ہوئی ہوں سترہ سال ہے، لیکن لڑکے کے سلسلے میں یہ قول راقم کی نظر سے نہیں گذرا۔ قرطبی نے امام مالک کا سترہ سال والا قول اور یہ قول کہ جب اس کی آواز بھاری ہو جائے نقل کیا ہے اور اٹھارہ سال والے قول کی طرف اشارہ نہیں کیا، لیکن امام ابو حنیفہ کے دو قول اور نقل کیے ہیں، انیس سال اور اسے مشہور بتایا ہے، دوسرا اٹھارہ سال، فقہ حنفی کے عظیم مرجع شمس الائمہ ابو یوسف الرخسی نے بھی لڑکے کے سلسلے میں دو قول نقل کیے ہیں اور انیس سال والی روایت کو اصح لکھا ہے، لیکن فقہ حنفی کے دوسرے مراجع اور اباحث کی رو سے امام صاحب کا مشہور قول اٹھارہ سال ہی ہے، اس کی تائید بعض حضرات نے یہ کی کہ انیسواں سال شروع ہو جائے لیکن فی الحقیقت یہ تائید صحیح نہیں، بلکہ یہ دو مختلف روایتیں امام صاحب سے منقول ہیں، کیونکہ بعض روایتوں میں یہ لفظ بھی موجود ہے کہ تا انکم انیس سال پورے ہو جائیں۔ قرطبی نے امام مالک کا اٹھارہ سال والا قول نقل نہیں کیا لیکن فقہ مالکی میں بھی یہی قول مشہور و معتبر ہے، بلغه السالك لا قرب المسالك الى مذاهب الامام مالك میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

۶۔ اگر اس نے پندرہ سال پورے کر لیے ہیں تو سرقہ کے جرم میں اس کی تعزیر ضرب (مارپیٹ) کے ذریعہ ہوگی اور حجابہ کے جرم میں اس کی تعزیر ضرب سے بھی ہو سکتی ہے، اور قانونی اصلاحیہ (تربیت و اصلاح کے لئے بنائی گئی سرکاری تربیت گاہ یا جیل) میں رکھ کر بھی کی جاسکتی ہے۔

۳۔ جو دو صورتیں مذکورہ بالا دو بندوں میں پیش کی گئی ہیں۔ ان سے متعلق اگر اٹھارہ سال سے کم عمر والے مجرم سے جرم دوبارہ صادر ہو تو مجرم پر ایسی ضرب کا حکم لگایا جائے گا جو اس کی عمر کے مناسب ہو، اور اگر وہ دس سال سے اوپر ہے تو اس کو اصلاحی جیل میں رکھے جانے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

۴۔ اور دونوں مخصوص حدیں (سرقہ و حجابہ) تکرار کی صورت میں اس قانون میں ایک ہی حکم رکھتی ہیں۔

۵۔ اس دفعہ میں جو تعزیرات (سزائیں) بیان کی گئی ہیں وہ محض تادیبی کارروائیاں ہیں۔

دفعہ ۹

سرقہ اور حجابہ کے جرم کی نوعیت

سرقہ اور حجابہ کے دونوں جرم جن پر حد نافذ ہوگی وہ اس قانون کے احکام کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بلوغ کی پانچ علامتیں باب الحج کے آخر میں بیان ہوئی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے ”عمر کا اٹھارہ سال ہونا“۔ مزید اس موضوع کی تفصیل، اقوال اور دلائل انشاء اللہ تفصیلی مضمون میں بیان ہوں گے۔ لیبی مقفن نے امام مالک و امام ابو حنیفہ کے مشہور قول کے مطابق اور احتیاط کی خاطر اٹھارہ سال مقرر کیے ہیں، اور تکلیف قانونی کی عمر اکثر قوانین جدیدہ میں بھی یہی رکھی جاتی ہے، لیکن اس فرق کے ساتھ کہ اسلامی شریعت قری سال سے حساب لگاتی ہے اور وضعی قوانین شمسی سال سے۔

مطابق ثابت ہوں گے۔

دفعہ ۱۰

ثبوت

۱۔ اس قانون کی دفعہ نمبر ۳ میں بیان کئے ہوئے دونوں جرمِ عدالت کے سامنے ایک دفعہ اعتراف سے ثابت ہو جائیں گے یا درخصوں^(۱) کی گواہی سے، لیکن معنی علیہ (جس پر زیادتی کی گئی) کا شمار گواہوں میں نہیں کیا جائے گا، حراہ میں وہ گواہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ دوسرے کے حق میں گواہ ہو۔

۲۔ مجرم اپنے اعتراف سے انکار کر سکتا ہے، آخر فیصلے کے صادر ہونے سے قبل، اس صورت میں حد ساقط ہو جائے گی اگر اس کا ثبوت صرف مجرم کے اقرار سے ہوا ہے^(۲)۔

(۱) درخصوں سے مراد دو مرد ہیں، کیونکہ ائمہ اربعہ کے اتفاق سے عورت کی گواہی حد میں مقبول نہیں ہے، ایسی مقنن نے اس کی طرف اشارہ توضیحی یادداشت میں کیا ہے، اور اس کی فقہی و عقلی حکمت اور گواہوں کی شروط تفصیل مقالے میں بیان کروں گا۔

(۲) کیونکہ اقرار و اعتراف کی صورت میں کوئی گواہی سوائے سے موجود ہی نہیں ہے اور مجرم کے انکار کے بعد جرم کے اثبات کی بنیاد ہی نہیں ہو جاتی ہے، فقہ کا یہ واضح مسئلہ ہے کہ انکار اور اعتراف سے جمع حدود کے بارے میں صحیح اور مقبول ہوگا مال کے بارے میں نہیں، یعنی مال کا ضمان دینا پڑے گا، لیکن حد کیونکہ چھوٹے سے شبہ سے بھی ساقط ہو جاتی ہے اس لیے ایسے بڑے شبہ سے یعنی جرم کے ثبوت ہی نہ ٹھننے کی صورت میں کیسے ساقط نہ ہوگی؟ یا کس طرح شبہ کی موجودگی میں نافذ ہو سکتی ہے؟ کیا اس کے بعد بھی کوئی.... یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے مجرم پر ظلم و تشدد کیا ہے اور اسے قانونی سہولتیں پوری ہبیا نہیں کی ہیں کیونکہ اعتراف ظلم و ستم کے ذریعے یا جھوٹ بھی پولیس کی طرف سے گڑھا جا سکتا ہے۔

اور حد کے ساقط ہونے سے وہ تعزیرات ساقط نہ ہوں گی جو اس دفعہ کے بند نمبر ۲ میں آگے آرہی ہیں۔

۳۔ اور ان قانونی تعزیرات (سزائوں) کی تطبیق ہوگی جو عقوبات کے قانون میں منصوص^(۱) ہیں، ایسے شخص کے لئے جس کے بارے میں اس دفعہ میں بیان کی گئی شرعی دلیل ثابت نہ ہو، یا اس مجرم کے حق میں جس نے اپنے اعتراف سے انکار کیا ہو، اور یہ اس صورت میں جبکہ جرم کے ثبوت پر کسی بھی دوسری دلیل یا قرینے سے قانع ہو۔

دفعہ ۱۱

ابتدا دجرم کی ابتدا اور اس کو شروع کرنے کی سزا، یعنی جرم مکمل نہ ہونے کی صورت میں) ۱۔ (لیبیہ) قانون عقوبات کے احکام اس جرم کے شروع کرنے کے بارے میں ساری المفعول ہوں گے جن میں حد نافذ ہوگی^(۲)۔

۲۔ ابتدا کرنے کی سزا دونوں جرموں میں اس قانون کے مطابق طے کی جائے گی جو قانون عقوبات (لیبیہ) کی دفعہ نمبر ۶۰ و ۶۱ میں وارد ہے اور یہ اس طرح کہ اس جرم پر جو سزا

(۱) لیبیہ مقنن نے سچ کو یہ آزادی دی ہے کہ اس پر جرم کی حقیقت مجرم کے اعتراف کے بعد کیے گئے انکار کے بعد اگر کسی طرح بھی واضح ہو جائے تو وہ اس کو دوسری سزائیں قانونی طور پر دے سکتا ہے، یہ اسی قاعدہ کے ماتحت کہ حدود تو ساقط ہو جائیں گی لیکن ضمان مالی یا دوسری تعزیرات ثبوت کے کسی قرینے کی رو سے بھی باقی رہ سکتی ہیں، قانون عقوبات لیبیہ میں ایسی صورتوں میں بیان کی ہوئی جن سزائوں کی طرف مقنن نے اشارہ کیا ہے، راقم تفصیل مضمون میں ان کو قانون عقوبات سے نقل کرے گا۔

(۲) راقم قانون عقوبات لیبیہ کی دفعہ ۶۰ و ۶۱ کا ترجمہ بھی انشاء اللہ تفصیلی تبصرہ میں کرے گا۔

قانون مشارالیه میں مقرر ہے وہی نافذ ہوگی^(۱)۔

دفعہ ۱۲

جرائم اور سزائیں متعدد ہونے کی صورت میں

۱۔ اگر مجرم کے جرم ایک دوسرے سے مربوط ہوں یا کئی ہوں ایسے جن پر حد نافذ ہوتی ہو تو اس طرح سزا دی جائے گی۔

(الف) اگر سزائیں ایک ہی جنس کی ہیں اور مقدار میں بھی برابر ہیں تو ایک ہی سزا دی جائے گی۔
(ب) اگر سزائیں تو متحدہ جنس ہیں لیکن مقدار میں تفاوت ہے تو ان میں سے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

(ج) اگر سزائیں مختلف الجنس ہیں تو سب کی سب دی جائیں گی۔

۲۔ اگر مجرم کی طرف منسوب جرموں میں بعض ایسے دوسرے جرائم بھی ہیں جن کی سزا قانون عقوبات (لیبیہ) میں یا کسی اور قانون کے ماتحت موجود ہے تو حدود سابقہ بند کے ماتحت نافذ ہوں گی، لیکن دوسرے جرائم پر دی گئی سزائیں بھی معاف نہیں ہوں گی۔

۳۔ قتل کی سزا (موت کی سزا) چاہے وہ حد کی وجہ سے ہو یا قصاص کی صورت میں یا تعزیر کی شکل میں ساری دوسری سزائوں کو ختم کر دے گی^(۲)۔

(۱) یعنی حد اس وقت نافذ ہوگی جب اس کے لٹاؤ کی تمام شرطیں پوری ہوں لیکن شروع کرنے اور جرم مکمل نہ ہونے کی صورت میں شرعاً حد نافذ نہ ہوگی، کیوں کہ اس کی تفصیل تفصیلی مضمون میں ”حد“ سے متعلق بحث میں کر دی گئی۔ ایسی صورت میں مجرم کو بالکل معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ قانون عقوبات لیبیہ کے ماتحت سزا دی جائے گی۔

(۲) سزا کی ان بیان کردہ قانونی شکلوں میں سے بعض اکثر فقہاء میں متفق ہیں اور بعض میں معمولی اختلاف ہے جن کی تفصیل اس مختصر مقالہ میں چنداں ضروری نہیں، تفصیلی مضمون ہی اس کا متحمل ہو سکے گا۔

دوبارہ جرم کی صورت میں

۱۔ اگر مجرم نے ایسا جرم دوبارہ کیا جس پر اسے ایک بار عد ہو چکی ہے، سرق یا حرابہ کی شکل میں تو قتل کے جرم کے سوا، اس کو سزا جیل کی دی جائے گی، اور عقوبت کی مدت ختم ہونے سے پہلے اسے رہا بھی کیا جاسکتا ہے اگر اس کی توبہ ظاہر ہو، آگے آنے والی دفعہ (نمبر ۱۲) کے احکام کی روشنی میں۔

۲۔ پھر اگر (تیسری بار) جرم کا اعادہ ہو تو اس کی سزا مؤبد (تاحیات)

(۱) حرابہ کے سلسلے میں تکرار جرم کی صورت میں تو فقہائے کرام کے نزدیک دوبارہ قطع نہ کیے جانے پر اتفاق ہے، لیکن دوبارہ چوٹی کرنے کی صورت میں مذاہب اربعہ میں دوبارہ بھی قطع ہے، ایسی مفسن نے مالکی عالم و فقیہ ابن عربی کے بیان کردہ اور تفسیر قرطبی میں بھی ابن عربی ہی کے حوالہ سے منقول، تابعی حضرت عطاء کا قول یہ نقل کیا ہے اور اسی کو آسانی کی خاطر قبول کیا ہے، مختصراً یہ عرض کرنا ہے کہ آسان قول مذاہب اربعہ میں احناف و حنابلہ کا ہے، یعنی دوسری بار بایاں پر کاٹا جائے گا لیکن تیسری بار قطع نہ ہوگا، اس کی شرعی دلیل مضمون میں دی جائے گی، استنباط و قیاس کے طور پر حرابہ میں ایک پیر اور ایک ہاتھ کیٹنے کے بعد پھر قطع نہ ہونا بھی ایک نظیر یا عقلی دلیل کا کام دے سکتا ہے، دوسرے مذاہب میں تیسری بار چور کا بایاں ہاتھ اور چوٹی بار دایاں پر کاٹا جائے گا، اور بھی اقوال اس سلسلے میں موجود ہیں، اس مسئلہ کی مکمل تفصیل اور ائمہ فقہ کے دلائل کتاب و سنت اور اقوال صحابہ کی روشنی میں تبصرہ میں پیش کروں گا، کیونکہ یہ مسئلہ بھی مسئلہ نصاب کی طرح مذاہب اربعہ سے اخذ نہیں کیا گیا ہے۔

(باقی)

(۱) احناف کے نزدیک جب تیسری دفعہ قطع نہیں ہے تو سجن مؤبد ہے، لیکن اس کے ساتھ بھی توبہ کی شرط موجود ہے، شرح فح القدر میں ہے، ”فان سق ثالثا لا یقطع بل یغور ویخلد فی السجن حتی یتوب او یموت“ (۴ - ۲۴۸) ایسی مقنن نے توبہ کی یہ شرائط دفعہ خفی کی رو سے دوسری بار کے جرم میں لی ہیں جن کی تفصیل آگے آ رہی ہے، اور تیسری بار کی صورت میں سجن مؤبد کی شکل اختیار کی ہے، اور توبہ یعنی دنیاوی معافی اور جیل سے رہائی کی شرط ساقط کر دی ہے تاکہ چوبہ کے لئے دوسری بار چوری کرنے میں عدم قطع کی جو آسانی فراہم کی گئی تھی اس کا وہ ناجائز فائدہ نہ اٹھائے خدا کے دربار میں معافی تو ہر وقت ممکن ہے، مقنن نے اس طرح مزید چوری کا دروازہ بالکل بند کر دیا۔

اخبار التنزیل

قرآن اور حدیث کی پیشین گوئیاں

تالیف: مولانا الحاج محمد اسماعیل صاحب سنبل

اس کتاب میں قرآن پاک اور فرمودات نبوی کی پیشین گوئیاں پر اثر انداز میں جمع کردی گئی ہیں قرآن مجید اخبار غیب کا حامل ہے اس کی یہی خصوصیت اس کے کلام الہی ہونے کے دلائل میں ایک روشن دلیل بلکہ برہان قاطع ہے۔ ان کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی، پختگی اور قرآن کے کلام الہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں یقین و اذعان پختہ ہوگا۔ تقطیع متوسط ۲۲x۱۸ صفحہ ۱۴۴

قیمت بلا جلد ۵/- مجلد ۶/-

پتہ: لاہور: ندوۃ المصنفین اسدو بانا ر جامع مسجد دہلی